THE SIRMOOR GAZETTE NAHAN

سرمور گزٹ

ناہن

نمبر ۷ | مطبوعہ ۲۴ - فروری سنہ ۱۸۹۳ع جمعہ | جلد ۶

سرمور گزٹ

ناہن ۲۴ - فروری ۱۸۹۳ع جمعہ

اطلاع و معذرت

میں اپنے بزرگوں اور دوستوں اور خریداران اخبار کو اس امر کی اطلاع دینے کے بعد کہ میں اپنے چندروزہ سفر سے ناہن میں واپس آگیا ہوں اس عرصہ کی اخبار کی ابتری اور بے قاعدگی کے واسطے معذرت اور معافی چاہتا ہوں۔ میرا ارادہ اتنے عرصہ تک باہر رہنے کا نہ تھا اور چند روزہ غیر حاضری کے واسطے جو انتظام اخبار کے واسطے کیا تھا افسوس ہے کہ اس میں جیسی کہ توقع تھی کامیابی نہ ہوئی اور اخبار کی حالت عمدہ نہ رہی۔ مگر اب میں کوشش کروں گا کہ اس قسم کی تمام شکایات کی تلافی کروں

اکثر دوستوں کے ضروری خطوط کا جواب نہیں دیا اور بعض ارشادوں کی تعمیل نہیں ہوئی اس کے واسطے بھی میں معافی طلب کرتا ہوں۔

میرے اس چندروزہ سفر سے اگرچہ اخبار کی نسبت یہ عارضی شکایت پیدا ہو گئی مگر درحقیقت اس سفر میں اخبار کی آئندہ حالت کی نسبت کچھ ایسی عمدہ امیدوں کے اسباب کا انتظام ہو گیا ہے کہ میں بلا تامل اور نہایت اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تھوڑے ہی زمانہ میں اخبار عمدہ حالت اور صورت اختیار کر لینے کے لائق ہو جائے گا کہ قومی امور اور ترقی معاملات صدد اخبار نویسی کے قالب میں ایک تازہ روح ڈالے گا انشاءاللہ تعالیٰ۔ اس کی تشریح کے لیے میں اپنے دوستوں کو چند روز اور منتظر رکھنا چاہتا ہوں

اڈیٹر۔

العلوم والمذاہب

ماخوذ از علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

ہم نے جو اپنے کسی آرٹکل مین لکھ دیا ہے کہ علوم تمام مذاہب کو برباد کرنے والے ہین۔ ہمارے دوست جنھون نے اُس کے سبب پر جو ہم نے اُسی آرٹکل مین بیان کیا ہے غور نہ کی ہوگی اس بات مین متردد ہون گے کہ پھر ہم کیا کرین کہ ہم کو علوم بھی حاصل ہون اور مذہب بھی قائم رہے۔ اس آرٹکل کا عنوان جب کہ "العلوم والمذاہب" قائم کیا گیا ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ اُن لوگون سے اس مین بحث نہین جو ملحدین یا منکرین مذہب کہلاتے ہین کیون کہ اُن سے بحث کرنے کا جدا طریقہ ہے

اب ہم لفظ "مذاہب" مین بھی زیادہ تخصیص کرتے ہین اور اس مین صرف مذاہب اسلامیہ کو داخل کرتے ہین جو باوصف اقرار وجود باری اور اقرار توحید فی الذات والصفات والعبادت الباری مختلف فرقون مین ہین۔ کیون کہ ہم کو مذاہب اسلامیہ سے غرض ہے نہ اور مذاہب سے

اس بات کو سب تسلیم کرتے ہین کہ اسلام کا سب سے بڑا مقصد توحید کی تعلیم ہے۔ اس کے بعد انسان مین نیکی پیدا کرنا اور اُس کے اخلاق کو درست کرنا اور سچائی پر قائم رکھنا اور روحانی تربیت دینا ہے اور اس مقصد کے حاصل ہونے کے لیے کچھ احکام امر و نہی کے اُس مین ہین اور ایک سرسری نظر سے انسان قبول کرسکتا ہے کہ یہ مقصد کچھ بڑا نہین ہے مگر اسی کے ساتھ اس کو بھی سمجھنا چاہیے کہ جب مذہب مین اس قدر امور تعلیمی داخل ہین تو وہ کوئی آسان علم نہین ہے بلکہ بہت ہی دقیق اور نہایت عمیق علم ہے اور جو کہ اُس کو ایسی طرح پر بتلانا تھا کہ تمام گروہ انسان کو عالم و جاہل دونون کو برابر وہ تعلیم حاصل ہو اس لیے اُس کا سمجھنا اور اُس دقیقہ پر پہونچنا کہ کس طرح وہ جاہل آدمی کی سمجھ کے قابل ہے اور کس طرح عالم فلسفی کے علوم متعارفہ کی نسبت بہت زیادہ مشکل ہے۔ کیون کہ علوم متعارفہ صرف اہل علم کے سمجھنے کے لیے ہین اور علم مذہب عالم اور جاہل دونون کے سمجھنے کے لیے ہے۔ غرض کہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مذہب ایک دقیق علم ہے۔ اب ہم کو علوم کی تفصیل مین اس کے ساتھ وہی کرنا چاہیے جو ہم اور علوم کے ساتھ کرتے ہین۔

مثلاً ایک بہت بڑا فلسفی جو فلسفے مین نہایت لائق اور مجتہد اور موجد ہے اور اُس نے میتھمیٹکس پر محققانہ غور نہین کی تو وہ میتھمیٹکس کے مسائل کو تقلیداً صحیح اور درست مانتا ہے اور اُس کے صحیح اور درست ہونے کے وجوہات کے درپے نہین ہوتا۔

یا ایک بہت بڑا میتھمیٹیشین جو نیچرل سائنز سے واقف نہین ہے نیچرل سائنز کے تمام مسائل کو بلا بحث تسلیم کرتا ہے۔

یا ایک بہت بڑا محدث یا فقیہ یا مفسر جو علم طب سے واقف نہین ہے علم طب کے تمام مسائل کو بلا بحث تسلیم کرتا ہے اور طبیب جو مرض بتلاتا ہے سمجھتا ہے کہ وہی مرض ہے اور جو دوا وہ طبیب تجویز کرتا ہے اُس کو بغیر شک کے مفید جانتا ہے اور پی لیتا ہے

پس ہم کو مذہب کے ساتھ جب کہ ہم نے اُس کو محققانہ طریقہ پر حاصل نہین کیا ہے وہی کرنا چاہیے جو ہم دیگر علوم کے ساتھ کرتے ہین یعنی تقلیداً اُس کے تمام مسائل کو صحیح جاننا اور اُس پر عمل کرنا جائز ہے جس طرح کہ طبیب کے قول کو صحیح سمجھتے تھے اور اُس کی بات پر عمل کرتے تھے اور اُس کی مجوزہ دوا پی لیتے تھے اور اُس کے برخلاف عمل کرنا نہایت نادانی اور حماقت سمجھتے تھے اور اُس کو غلط اور غیر صحیح سمجھنا اُس سے بھی زیادہ بڑھ کر نادانی ہوگی کیون کہ جس علم کو ہم جانتے ہی نہین ہین اور نہ اُس کو محققانہ طور پر حاصل کیا ہے اُس کے مسائل کی نسبت رائے نہین دے سکتے صرف اُس کے موضوع کو اچھا یا برا کہہ سکتے ہین مذہب کا موضوع جو ہم نے اوپر بیان کیا اُس کو کوئی برا نہین کہہ سکتا۔

مثلاً ہم نے میتھمیٹکس اور نیچرل سائنز کو کمال تحقیق سے پڑھا ہے مگر علم طب مین کوئی محققانہ علم حاصل نہین کیا ہے تو صرف اپنے خیال خام سے علم طب کے مسائل کو غلط قرار نہین دے سکتے اگر قرار دین

تو پوری پوری حماقت ہے

بس یہی حالت اُن لوگوں کی ہے جو اس زمانے میں علم جدیدہ کی کمال تحقیق و تدقیق سے محققانہ طور پر تحصیل کرتے ہیں اور علم مذہب کی جس کو ہم نے تمام علوم سے مشکل ثابت کیا ہے بجز سنی سنائی باتوں کے کچھ تحقیق نہیں کی اور نہ محققانہ طور پر اسے حاصل کیا ہے پھر اگر صرف اپنے خیال خام سے اُس کو غلط قرار دیں تو بجز اُن کی حماقت کے اور کیا کہا جا سکتا ہے اس لیے عقلاً و انصافاً اُن کا مذہب کے ساتھ وہی برتاؤ ہونا چاہیے جو طبیب کے ساتھ تھا یعنی جس طرح پر وہ ہے اسی طرح اُس کو تسلیم کرنا چاہیے عملاً اور اعتقاداً

میں اس بات سے ناواقف نہیں ہوں کہ ہمارے طالب علموں کے سامنے بعض مسائل ایسے آجاتے ہیں جن کی نسبت وہ خیال کرتے ہیں کہ اُس میں کوئی دقیقہ نہیں ہے اور وہ علوم سے یا علم سمجھ سے جس کو انگریزی میں کامن سنس کہتے ہیں مطابق نہیں ہو سکتے اور اُن کی طبیعت میں تردد اور خلجان پیدا ہوتا ہے مگر اُن کا یہ خیال کہ وہ مسائل علوم سے یا کامن سنس سے مطابق نہیں ہوتے صحیح نہیں ہے دقت یہ ہے کہ ہمارے اگلے علما نے اس طریقے پر مسائل مذہب کے حل کرنے پر توجہ نہیں کی اور نہ اس طرح پر حل کرنے کا طریقہ اختیار کیا ہے اور اس لیے ہمارے ہاں کی مذہبی کتابیں اور نیز موجودہ اور گذشتہ علما اس طریقے سے مسائل کے حل کرنے سے عاری ہیں پس اگر اُن طالب علموں کو لیاقت ہے تو وہ خود مذکورہ طریقے پر اُس کے حل پر متوجہ ہوں ورنہ اُن لوگوں سے پوچھیں جنھوں نے اس طرح پر مسائل کے حل کرنے کا طریقہ اختیار کیا ہے خدا کا یہ حکم کہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالکل کامن سنس کے مطابق ہے مگر بغیر اس طرح کی تحقیق کے رائے قائم کر لینا پوری جہل کی علامت ہے۔

اگر ہمارے زمانے کے طالب علم ان سچی اور دھیمی باتوں کو بخوبی ذہن نشین کر لیں تو وہ علوم بھی حاصل کر سکتے ہیں اور مذہب کو بھی قائم رکھ سکتے ہیں۔

اگر وہ اس کو پسند نہیں کرتے تو دوسرا طریقہ اُن کے لیے یہ ہے کہ علم مذہب کو بھی محققانہ طور پر حاصل کریں۔ لوگوں کا غلط خیال ہے کہ موجودہ کتب علم کلام یا حدیث فقہ و تفسیر کے پڑھنے سے محققانہ مذہب حاصل ہوتا ہے ہرگز حاصل نہیں ہوتا بلکہ بمقابلہ اُن علوم کے جو اُنھوں نے تحصیل کیے ہیں اور کم راہی ہوتی ہے اور تقلید کا ایسا بلد یک حجاب حائل ہوتا ہے جس میں تحقیق کی روشنی پہنچ ہی نہیں سکتی۔

اُن کا پہلا کام یہ ہوگا کہ صرف قرآن مجید کو اپنا امام اور اُستاد بنائیں اور اُس کے سوا جو کچھ ہے اُس سے قطع نظر کریں اور قرآن مجید کے علم کو اس طرح پر تحقیق سے حاصل کریں جس طرح کہ انھوں نے اور علوم کو محققانہ طور پر حاصل کیا ہے اور اُس دقیقہ پر پہنچیں کہ کس طرح وہ جاہل امی کی سمجھ کے قابل ہے اور کس طرح ایک عالم فلسفی کی سمجھ کے لائق اور جو طریقہ کہ عالم و فلسفی کے لائق ہے اُس کو اختیار کریں اور ہمارے دشمنان کے اقوال و روایات کو جن پر یقین نہیں ہو سکتا بالکل چھوڑ دیں اور اُس وقت دیکھیں کہ علوم اُس سچے اور خبیث اسلام کو برباد کر سکتے ہیں یا نہیں اور وہ یقیناً پائیں گے کہ کوئی علم اس سچے اور خبیث اسلام کو برباد نہیں کر سکتا بلکہ اُس کی سچائی پر اور روشنی ڈالتا ہے۔

جو لوگ اس زمانے میں فقہا کے غیر مقلد ہیں اور اپنے تئیں غیر مقلد کہتے ہیں وہ مقلدین فقہا سے بھی زیادہ تقلید کی تاریکی میں پھنسے ہوئے ہیں کیوں کہ اُن کا دارومدار حدیث کے راویوں کی تقلید ہے اور حدیث کے اُن الفاظ پر اُن کے ایمان کا دارومدار ہے جو راویوں نے کہے ہیں اور جن الفاظ کی نسبت اس بات کے یقین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ وہی الفاظ رسول خدا صلعم نے فرمائے تھے اُنھوں نے نفس حدیث کی کوئی محققانہ اور فلسفیانہ تحقیق نہیں کی ہے اور اس لیے اُن کا طریقہ بھی علم مذہب کے حاصل کرنے کا محققانہ نہیں ہے۔

اعمال مذہبی جو عملاً بتواتر چلے آتے ہیں اُن کے ثبوت کے لیے

کسی قولی حدیث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اُن کا تواتر عملی ہے اُن کے ثبوت کے لیے کافی ہے اور وہ حدیثیں جو محققانہ تحقیقات کے بعد قائم رہیں یا جن کی تائید قرآن مجید کے محققانہ علم سے ہوسکتی ہے کچھ شبہ نہیں کہ وہ سر پر رکھنے کے قابل اور محققانہ مذہب اسلام کی عمارت کی ایک اینٹ ہیں۔

یہ طریقہ اختیار کرنا آسان نہیں ہے۔ ہر شخص اس کو اختیار نہیں کرسکتا اور جو شخص اختیار کرے اُس کی نسبت نہایت شبہ رہتا ہے کہ جس بھنور میں وہ پڑا ہے اُس سے صحیح وسلامت نکل بھی سکیگا یا نہیں اور ایک بھنور میں سے نکل کر دوسرے بھنور میں جا پڑے گا یا نہیں اور تمام موجوں کو طے کرکے سالماً و غانماً کنارے پر پہونچ جاوے گا یا کسی موج کے تھپیڑے سے غرقاب ہوجاوے گا۔ پس ہمارے نوجوان مسلمان طالب علموں کو جو علوم جدیدہ اور انگریزی زبان کی تحصیل کرتے ہیں اور ہرگز اس لائق ہی کہ اسلام کی محققانہ تحقیق کرسکیں یہ بات چاہیے کہ علوم جدیدہ کے کسی مسئلہ کی نسبت یہ نہ قرار دیں کہ وہ مذہب اسلام کے مخالف یا مذہب اسلام اُس کے مخالف ہے اور اس بات پر یقین رکھیں کہ ہم نے مذہب اسلام کو محققانہ طریقے پر حاصل نہیں کیا ہے اور اس لیے اس بات کا تصفیہ نہیں کرسکتے کہ فلاں مسئلہ علوم کا مخالف مذہب اسلام ہے یا مذہب اسلام اُس کے مخالف ہے۔ پس اُن کو کسی شک میں پڑنا نہیں چاہیے اور خدا کی وحدت کاملہ اور رسول اللہ صلعم کی رسالت پر یقین رکھنا اور اعمال اسلام خصوصاً نماز کو جو نہایت سچا طریقہ ہے فی ثلاثہ اور خمسہ اوقات ادا کرنا چاہیے اور اس بات کو مثل قول طبیب یقین کرلینا چاہیے کہ محققین کا یہ قول سچ ہے کہ علوم جدیدہ سے ہمیشہ مذہب اسلام برباد نہیں ہوتا بلکہ علوم سے اُس کی صداقت پر اور زیادہ روشنی پڑتی ہے۔

اس زمانے کا طالب علم اور بوعلی سینا

ماخوذ از علی گڑھ گزٹ

ایک طالب علم جس نے یونیورسٹی کا امتحان بی اے پاس کیا تھا اور فلاسفی میں آنرز لیا تھا کنووکیشن میں ڈپلوما لے کر گھر آیا۔ گھر والوں نے خوشی منائی۔ دوست آشنا مبارکباد دینے کو آئے۔ جب بہت رات گئی تو سو رہا۔

رات کو کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک مکان میں گیا ہے اور وہاں بوعلی سینا مسند تکیہ لگائے بیٹھے ہیں طالب علم کو جو منطق پڑھ چکا تھا اور فلاسفی میں آنرز لیا تھا بوعلی سے ملنے کا شوق ہوا اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔

بوعلی۔ لما جئت۔ من انت

طالب علم۔ من زبان عربی نمی دانم۔ قدرے قدرے زبان فارسی آموختہ ام و آن را بطور سکنڈ لنگویج خواندہ ام

بوعلی۔ سکنڈ لنگویج چہ معنی دارد۔

طالب علم۔ من علم ادب زبان انگریزی و منطق و فلسفہ بزبان انگریزی خواندہ ام۔ سکینڈ بمعنی دوم است و لینگویج بمعنی زبان۔ من زبان انگریزی آموختم و قدرے قدرے زبان دوم یعنی فارسی ازیں سبب آن زبان را سکنڈ لنگویج می گویند۔

بوعلی۔ از دیدن تو خوشنود شدم کہ منطق و فلسفہ ہر دو می دانی تعریف منطق چیست

طالب علم۔ آن قانونے است کلی کہ رعایت آن ذہن را از رفتن بسوے خطا در فکر نگاہ می دارد۔

بوعلی جزاک اللہ۔ خوب گفتی۔ سخنے بتو می گویم آن را بقانون منطق باز نما۔ تو می دانی این ماکیان کہ از گوشت آنہا غذا ہائے لطیف می سازند از بیضہ ہا برآیند و بیضہ کہ از آنہا برآمدہ اند ہم غذاے خوب و پیدا کنندہ خون است در بدن انسان۔ پس پیدائش یکے از دیگرے بقانون منطق بیان کن۔

طالب علم۔ صریح است کہ از بیضہ ماکیان بر می آید و از ماکیان بیضہ بر می آید۔

بوعلی۔ بقانون منطق نتیجہ چہ شد۔

طالب علم- هرگاه حد اوسط را انداختم نتیجه این شد که از جنبه بجنبه می برآید

بوعلی بخندید و گفت خوب این قانون ذهن ترا از رفتن بسوئے خطا در فکر نگاه داشت-

طالب علم- خاموش و متفکر-

بوعلی- سخنے دیگر بشنو و آن را بقانون منطق باز نما- خوب می دانی که زندگی همه زندگان بر تنفس موقوف ست اگر تنفس نباشد زندگی نیست و هم چنین تنفس موقوف بر زندگی ست اگر تنفس نباشد زندگی هم نباشد- پس یکے بر دیگرے موقوف ست این چه گونه بقانون منطق وا می نمائی-

طالب علم- صاف و قیقے ندارد- زندگی موقوف ست بر آمد و شد نفس و آمد شد نفس موقوف بر زندگی

بوعلی- پس نتیجه بقانون منطق چه شد-

طالب علم- حد اوسط بر انداختم نتیجه شد زندگی موقوف ست بر زندگی-

بوعلی- توقف الشئی علی نفسه محال ست خوب نتیجه برآوردی-

طالب علم- خاموش و متحیر-

بوعلی آن چه از فلسفه می دانی آن چیزے بگو-

طالب علم- آن چه جناب استفسار فرمایند

بوعلی- هیچ می دانی که فنائے جزو در فنائے کل لازم ست و تغیر جزو از تغیر کل گریزے نیست

طالب علم- بلے همچنین ست-

بوعلی- انسان را که مرکب ست اجزا چه باشند

طالب علم- روح که مجرد ست و بدن که مادی ست

بوعلی- بدن انسان همواره یک می باشد یا وقتاً فوقتاً تغیر دران را می یابد

طالب علم- شنیده ام و بران یقین می دارم که بدن انسان را از تغیر و تبدل چاره نیست- چه در همه آن جزوے از بدن از اجزاے دیگر منفک می شوند و بوجه انقلاب ماهیت از تصوف طبیعت انسانی بصورت جسمی هواے سیال از بدن بیرون می روند و عوض این چنین اجزا که از بدن جدا می گردد اجزاے دیگر بدان ملحق می شوند و آن اجزاے باشد که طبیعت انسانی از غذا حاصل می کند و با اجزاے باقیه بدن انسانی ملحق می گردانند و اطبا آن را بدل ما تحلل می نامند-

بوعلی- اگر مقدمات مذکوره بالا را مسلم داری بتجدد امثالی لازم آید و واجب باشد که تو اکنون آن نباشی که لحظه قبل ازین بودی- زیرا که بدن تو در هر آن متغیر ست و تغیر بدن را تغیر تو که مجموعه آن بدن و روح هستی لازم است و نیز تو که جزئی هستی ضرور باشد که کلی باشی چه مشتمل بر افراد متعدده گشته

طالب علم متحیرم که بدین دلیل من آن شدم که خودم دانی توام گفت که من همانم یا دیگرم-

بوعلی- آخر فلاسفی خوانده- چرا در حل این مسئله عاجز هستی-

طالب علم- در تحصیل فلاسفی محنت شاقه برداشتم آن چه استاد فرموده همه را مثل حافظ قرآن بر زبان یاد گرم مگر آن چه استاد گفت ندانستم که چه گفت-

بوعلی- از کجائی و از کدام خانواده-

طالب علم- از هند و از خاندان برهمن-

بوعلی- اجداد تو در همه علوم مدرجها عالی بوده اند چه شد که تو داغ دانستن منطق و فلسفه نداری

طالب علم- چه گویم مگر حال همچنین ست که گفتم-

بوعلی- کدامی خانوادهٔ دیگر هم از اهل علم در هند موجود ست

طالب علم- بلے از وقتے که مسلمانان هند را فتح نمودند کثرت اهل علم از قوم مسلمان بهند آمدند و علم را رونق تازه دادند و علم یکتائی در هر علم برافراشتند و هنوز اولاد و احفاد شان بکثرت در هند آباد اند

بوعلی- حال آن ها در تحصیل علوم چیست

طالب علم - از مایان بدتر از بدتر است استخوان جد فروشی شیوه آنهاست هر کسی می گوید

تا حضرت آدم نسبم بازرم ستند
ثنا هاے خود از شجرم اصحاب کرم را

مگر خود هیچ مایان آنها را بحقارت می بینیم زیرا که از مایان در همه چیز کم تر و بدتر اند و نه توانند که همسری ما نمایند۔

بوعلی - مسلمانان را بگذار من هم از حالات شان بخوبی واقفم از من هم از دست شان آن چه گذشته است گذشته است امید نیست که آن ها جاے پدران خود باشند۔ مگر تو که از خاندان اہل علم هستی تراچه شده است که با وجود شغف در منطق و فلسفه از هر دو بے بهره۔

طالب علم - مایان تحصیل این علوم بزبان انگریزی و بطریقه اہل مغرب می نمائیم و مایان را جهت تحصیل این علم مدت دو سال قرار داده اند و درین مدت صرف تحصیل علم بر ذمه مایان نیست بلکه تحصیل دیگر علوم هم درهمین مدت بر ما لازم است۔ دیگر علوم را آنگه از پید و فلاسفی هفت مجلد اند و درس ما از تصنیف علماے این فن رشک نیست که اہل مغرب در منطق و فلسفه ترقیات نمایان نموده اند۔

منطق را در دو قسم قرار داده اند "ڈی ڈکٹیو" که از کلی بجزئی می رسند و این طریقهٔ ارسطوست۔ دوم "ان ڈکٹیو" که از جزئی بکلی می رسند و این طریقه را عالمی از علماے مغرب که بیکن نام داشت ایجاد نموده است مگر قبل ازین عالمے از علماے اسلام که او را علامه تفتازانی می گویند باین طریقه اشارت کرده است و حال ما این طریقه را بمنطق استقرائی موسوم کرده ایم۔

حال فلاسفی همچنین است که ترقی نمایان دران شده است و علماے این علم اصول جداگانه قرار داده اند۔ فلاسفی کانٹ اصول جداگانه دارد و فلاسفی مل اصول جداگانه و فلاسفی سپنسر اصول جداگانه و علی هذا القیاس پس کسے که ازین علم بهره بر داشتن خواهد او را ضرور است که کتب و متن خود را بتحقیق تمام خواند و از طرز کلام و آن چه دلائل و اصول دران مذکور است بخوبی واقف شود و کتب علماے دیگر را که بر اصول جداگانه مبنی اند به بیند و بعد فهمیدن اصول همه با نظر غور در اصول هر یکے قرار دهد و بعد از ان رائے خود قرار دهد که حق چیست آن وقت قدرے معرفت درین علم حاصل توان کرد۔

مایان را جهت این کار وقت نیست کتب و سیر راهم بتحقیق با درس نمی دهند که زمانه درس یک ساعت است و بس۔ استاد مایان از راه محبت و شفقت خلاصه مطلب که آن را بزبان انگریزی نوٹ می گویند نویسانیده می دهند۔ من از کتاب و حل مطلب کتاب هیچ غرض نمی داریم۔ مگر خلاصه نویسانیدهٔ استاد شفیق را مثل کلام خدا بر زبان یاد می کنیم اگرچه مطالب آن هم نمی فهمیم۔ در امتحان سوالات می دهند بر که استاد شفیق نوٹ هاے کثیر نویسانیده و طالب علم آن را بمحنت شبان روزی بر زبان یاد نموده از مساعدت بخت سوالات امتحان هم بمناسبت آن نوٹ باشند کامیاب شدیم و استاد فن لقب یافتیم ورنه محروم ماندیم۔ اگر همان کتاب که در درس من است پیش من نهی من مطلب یک صفحه را از کتاب بر آوردن نمی توانم پس خوانده نا خوانده همه برابر است بجز آن که الفاظے که استاد در نوٹ ها نویسانیده یاد دارم

درپس آئینه طوطی صفتم داشته اند
آن چه استاد ازل گفت همان می گویم

پس مایان بدنام کن فلاسفه ز هستیم نه فلاسفه

بوعلی - افسوس مگر تو شوق فلسفه داری خدا ترا روزی دهاد۔ مگر بجهت مسلمانان دعا نمی کنم که بهتری آن ها محال است و محال را از خدا خواستن سوے ادبی است۔ بهتر رخصت۔

کنووکیشن یونیورسٹی کلکتہ

ماخوذ از علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

اٹھائیسویں جنوری سنہ ۹۳ء کو کلکتہ یونیورسٹی کی کنووکیشن کا اجلاس ہوا ہز اکسلنسی وائسراے چانسلر آف یونیورسٹی نے سپیچ کی۔ گو سپیچ بہت

بہت بڑی تھی اور کونسل کے متعلق بھی اُس میں بہت کچھ کہا گیا ہے مگر ہم کو اُسی قدر اسپیچ سے غرض ہے جو تعلیم کے متعلق تھی

ہز اکسلنسی نے فرمایا کہ "مجھ کو اس بات کے معلوم ہونے سے خوشی ہوئی ہے کہ سر چارلس الیٹ لفٹنٹ گورنر بنگال نے جن سے بڑھ کر یونیورسٹی کے طالب علموں کا اور کوئی دوست نہیں ہے اس مسئلے کی نسبت اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ گورنمنٹ کالجوں اور سکولوں میں پرنسپلوں، پروفیسروں اور ٹیچروں کے تعلقات طالب علموں کے ساتھ صرف لکچر روم میں محدود رہنے نہیں چاہئیں اور انھوں نے انگلستان کے اُن ممبروں کی تعریف کی ہے جو اپنے طالب علموں کو جسمانی ورزشوں اور کھیلوں میں اور نیز علمی امور میں جو یونیورسٹی کی تعلیم سے علیحدہ ہیں ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں"

ہز اکسلنسی نے فرمایا کہ "ہز آنر کا یہ کہنا بہت صحیح ہے کہ مہربانی سے طالب علموں کی رہنمائی کرنا اور جو اثر اُن پر ڈالا جائے وہ بہ نسبت تمام اخلاقی خواندگی کی کتابوں کے زیادہ تر تربیت دیتا ہے۔ طالب علموں کو جنٹلمین اور سکالر بنانے میں اور مفید شہری اور ملکہ کی وفادار رعایا بنانے میں"

ہم علی گڈھ کالج اور اُس کے منتظموں اور ٹرسٹیوں کو مبارکباد دیتے ہیں کہ جو خیال ہز آنر لفٹنٹ گورنر بنگال نے اس وقت ظاہر کیا ہے وہ اُس شخص کو جس نے اس کالج کا بنانا سوچا تھا اُسی وقت سے تھا جب سے کہ اُس کو سوچا اور ہم اس بات پر بھی نہایت فخر سے خوشی کرتے ہیں کہ ہمارے کالج کے پرنسپل مسٹر بیک اور پروفیسر مسٹر ماریسن اور مسٹر آرنلڈ نے اس سے زیادہ طالب علموں کے اخلاق درست کرنے اور باہم یورپین اور مسلمانوں کی ایک اتحاد کی فیلنگ پیدا کرنے میں توجہ کی ہے جو سچ پوچھو تو توقع سے زیادہ ہے۔ اگر ہمارے کالج اور بورڈنگ ہوس میں کوئی چیز موجود ہے تو صرف یہی ہے جس کی خواہش اب ہز آنر لفٹنٹ گورنر بنگال نے ظاہر کی ہے اور ہم کو امید ہے کہ یہ عمدگی ہمارے بورڈنگ ہوس اور کالج کی روز بروز ترقی کرتی جائے گی۔

ہز اکسلنسی وایسرائے نے ہز آنر لفٹنٹ گورنر کی رائے کا کومنٹ بیان کرنے کے بعد خاص کلکتہ میں جو طالب علم پڑھتے ہیں اُن کا خیال کیا اور فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ یہ ناممکن نہیں ہے کہ یا تو کوئی پرائیوٹ ایجنسی یا یونیورسٹی خود کسی قسم کی نگرانی کر سکے گی اُن مکانات کی جہاں طالب علم اس بڑے شہر میں رہتے ہیں ہم سب جانتے ہیں کہ حیوانات میں بعض قسم کی مچھلیاں، پرند اور کیڑے ایسے ہیں جو وہی شکل اور رنگ اختیار کر لیتے ہیں جو اُن قدرتی اشیا کا ہے جن میں وہ رہتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ یہ سائنس کے تجربے اور اصول کے مطابق ہے کہ اگر کوئی لڑکا ایسے حصہ میں رہے جو غلیظ یا بدنام ہو تو گمان غالب ہے کہ وہ خود بھی غلیظ اور بدنام ہو جائے گا۔ مجھ کو ناممکن نہیں معلوم ہوتا کہ اگر ہم ٹھیک مکان طالب علموں کے رہنے کے لیے نہیں بنا سکتے تو کم سے کم یہ کریں کہ جہاں طالب علم رہتے ہیں اُن لاجنگ ہوس کے مالکوں کو مجبور کریں کہ وہ اس بات کا لائسنس لیویں اور اگر اپنے مکانات کو خراب اور قابل اعتراض طریقہ میں رکھیں تو اُن سے لائسنس واپس لے لیا جائے۔

ہم اس بات کے کہنے سے بھی خوش ہیں کہ علی گڈھ کالج کے بورڈنگ ہوس میں طالب علم صفائی اور خوش سلیقگی سے رہتے ہیں اور کہا جا سکتا ہے کہ اگر ہندوستان کے بورڈنگ ہوس میں صفائی رہتی ہے اور سلیقے سے زندگی بسر کرنے کا کچھ خیال ہے تو علی گڈھ کالج کے بورڈنگ ہوس میں ہے اور ہم کو امید ہے کہ علی گڈھ کالج کے بورڈر ہز اکسلنسی وایسرائے کے ریمارک کو پڑھیں گے اور زیادہ تر صفائی اور پاکیزگی کا خیال رکھیں گے یہ بھی امید ہے کہ ہمارے بعض ہندوستانی دوست جو بورڈنگ ہوس میں اس طرح پر طالب علموں کے رکھنے سے جیسے کہ علی گڈھ کالج کے بورڈنگ ہوس میں رکھے جاتے ہیں خوش نہیں ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح پر رہنے کی عادت ڈالنے سے وہ فضول خرچ ہو جاتے ہیں اُن کو چاہیے کہ ہز اکسلنسی وایسرائے

کی وہ بیج کے مذکورہ بالا فقرہ دن کو پڑھیں اور اپنی اولاد کے غلیظ طریقے پر رہنے سے خدا کا شکر کریں۔

سید احمد خان نے کانفرنس کے اجلاس میں کہا تھا کہ ہم کو افسوس ہے کہ ہمارے پاس روپیہ کی کمی ہے ورنہ ہم بتلا دیتے کہ بورڈنگ ہوس میں طالب علم کس طرح پر رہتے ہیں۔ بلاشبہ ہماری قوم کو اپنی قوم کی حالت درست کرنے پر توجہ نہیں ہے ورنہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو نہ ہو سکے"

عبداللہ ابن مبارک

ماخوذ از رسالہ اتحاد لکھنؤ

ابو عبدالرحمن عبداللہ بن مبارک بن واضح الحنظلی المروزی ان کے پدر بزرگوار ایک غلام تھے ان کا مالک ایک تاجر ہمدانی تھا اور وہ تاجر بھی حنظلہ تھا جو کہ قبیلہ تمیم سے ہیں اسی وجہ سے ان کو حنظلی کہتے ہیں تاریخ عامری میں لکھا ہے کہ عبداللہ کے بزرگوار "مبارک" نہایت متقی اور پرہیزگار اور زاہد تھے ان کے مالک نے مبارک کو داروغہ باغ کر دیا تھا۔ ایک روز ترکی تاجر نے کہا کہ انار ترش باغ سے توڑ لاؤ۔ یہ گئے اور انار لے آئے۔ کاٹا تو وہ انار شیریں تھا ترکی تاجر نے کہا کہ میں نے تو کھٹا انار مانگا تھا تم شیریں لے آئے۔ مبارک نے کہا میں کیا جانوں کہ کون انار شیریں ہے اور کون ترش۔ جو شخص چکھے وہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں درخت میں کھٹا انار ہوتا ہے اور فلاں میں شیریں۔ ترکی تاجر نے کہا کیا تم نے اب تک کوئی انار نہیں کھایا۔ کہا آپ نے مجھ کو داروغہ کیا تھا اس باغ کی مجھ کو اجازت نہ تھی کہ میں اس کا انار بھی کھاؤں مجھ کو آپ کے حکم کی تعمیل اسی قدر کرنا تھی کہ اس باغ کی نگہبانی کرتا۔ ترکی تاجر اس احتیاط اور دیانت داری سے نہایت خوش ہوا۔ اور ان کو اپنی صحبت میں رکھا اور باغ دوسرون کو سپرد کر دیا۔

ابن خلکان اس قصہ کو بعض مورخون کے حوالہ سے ابراہیم کی طرف منسوب کرتے ہیں ایسا ہی کچھ طرطوشی نے سراج الملوک میں لکھا ہے لیکن بستان المحدثین میں مبارک ہی کی نسبت لکھا ہے وہ اس حکایت کو بھی نقل کرتے ہیں کہ ایک روز ترکی تاجر نے اپنی لڑکی کے نکاح کے متعلق مبارک سے صلاح کی کہ میری لڑکی شادی کے قابل ہو گئی ہے اور اب مجھ کو اس کی شادی کی فکر ہے مبارک نے کہا کہ اہل عرب جاہلیت کے زمانے میں حسب و نسب کو زیادہ دیکھتے تھے اور کفو بغیر کفو کا لحاظ کیا کرتے تھے اور یہودی مال و دولت کا لحاظ کرتے تھے اور نصاری حسن و جمال کو دیکھتے ہیں لیکن زمانہ اسلام میں چار دن چیزون کا لحاظ کیا جاتا ہے خواہ باعتبار حسب نسب کے آپ دیکھیں یا مال و دولت کا لحاظ فرمائیں یا حسن و جمال کے اعتبار سے کریں جو بات پسند خاطر عاطر ہو وہ اختیار فرمائیے۔ ترکی تاجر کو یہ رائے نہایت پسند آئی اور اس کی اس عقل و ادراک سے بے انتہا محظوظ ہوا اور گھر میں جا کر اپنی بی بی سے مشورہ کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس لڑکی کی شادی مبارک سے کر دوں کیونکہ مبارک زہد اور تقوی اور دینداری میں سرآمد روزگار ہے اگرچہ غلام ہے لیکن اس کے خیال شریف ہیں لڑکی کی ماں نے بھی اس تجویز کو پسند کیا اور مبارک سے اس کا نکاح کر دیا گیا۔ اس سے عبداللہ بن مبارک پیدا ہوئے۔ زمانہ پیدائش عبداللہ کا سنہ ۱۱۳ ہجری یا سنہ ۱۱۹ ہجری ہے عبداللہ نے اپنے ترکہ میں بہت کچھ مال پایا اور ایام شباب اور جوانی کے عالم میں شرب نبیذ اور دیگر عیش و عشرت کے سازوسامان اور لوازم عیش و عشرت میں مصروف تھا۔

ایک مرتبہ موسم بہار کا زمانہ تھا ہوائے نشاط افزا اور سبزی شادابی میں گل ریحان تاک انگور کے وہ مسرت انگیز فضا کچھ ایسی دل فریب معلوم ہوئی کہ عبداللہ کے پرجوش دل کو سیر باغ کا بے حد شوق ہوا ادھر دوستون کے تقاضون سے سمند ناز پر ایک اور تازیانہ ہوا۔ دل پرجوش کی امنگیں آخرکار باغ میں کھینچ لائیں بمقتضائے وقت تنہائی کیا خاک پسند ہوتی یار آشنا دوست احباب بھی اس دل فریب سیر میں اس کے شریک ہوئے اور رات کی دل چسپیوں نے شراب و

کباب کا بھی رنگ جما دیا اور مسرت انگیز لہو و لعب سرود و چنگ کے جلسے بھی جم گئے۔ بدمستی کا طلاطم جب حد سے زیادہ ہو گیا اور آخرکار شراب کے نشے نے بے خود کر دیا اور سب کے سب بے ہوش ہو گئے یہاں تک کہ نسیم سحری اٹکھیلیوں نے اُن کو ٹھکرا ٹھکرا کر چونکا یا خمار اُتارنے کے لیئے تھوڑی شراب پی کر دف و چنگ کو ہاتھ مین لیا۔ اب ستار بجاتے ہین تو بجتا نہین آخرکار موجودہ لوگون مین سے نہایت ماہر اُستادون نے اُس کی درستی کی اور نہایت مضبوط تار لگائے پھر بھی کوئی صدا پیدا نہ ہوئی اور دفعۃً خدا کی قدرت سے یہ آواز دی الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ ما نزل من الحق کیا مسلمانون کے لیئے ابھی وہ وقت نہین آیا ہے کہ ذکر خدا اور اُن سچے احکام کے لیئے جو اُن پر نازل ہوئے اُن کے دل عاجزی کرین۔

یہ لوگ اس ندائے غیبی سے نہایت خوفناک ہوئے اور ہیبت الہی سے چنگ و سرود کو توڑا شراب کی صراحیان پھینک دین جام شراب کو ٹھکرا دیا اور اپنے رنگین اور زرق برق کپڑے پھاڑ ڈالے اور خدا کی عبادت مین مصروف ہوئے اور توبہ کر کے عبداللہ نے تحصیل علم فقہ کی طرف توجہ کی۔ اس حکایت کو عبداللہ بن حماد نے اسی طریقے پر تاریخ مختصر المدارک مین بیان کیا ہے۔ لیکن طبقات کفوی نے اس قصبہ مین اس قدر اختلاف کیا ہے کہ جب شرب شراب سے ان کو مدہوشی طاری ہوئی اور سب کے سب غافل سو گئے۔ خواب مین دیکھا ایک خوش الحان جانور ان کے سرہانے ایک درخت کی ڈالی پر بیٹھا ہوا آیت مذکورہ کو پڑھ رہا ہے۔ بستان المحدثین مین ان دونون روایتون کا اس طرح پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ پہلے یہ واقعہ ان لوگون کو خواب مین ہوا ہو اور بعد اس کے بیداری مین بذریعہ ستار بھی یہ ماجرا پیش آیا ہو۔ بہرحال کوئی روایت صحیح ہو عبداللہ کی ہدایت اس طرح پر ہوئی۔ ابتدا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے انھون نے فقہ حاصل کیا مگر جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا تو مدینہ منورہ مین آئے اور امام مالک علیہ الرحمہ سے تحصیل علم فقہ فرمائی اور

اور یہی وجہ ہے کہ ان کا اجتہاد دو پہلو رکھتا ہے اور ان کے فتوے ایک مجموعی حیثیت رکھتے ہین جنانچہ حنفیہ اپنے مجتہدین مین شمار کرتے ہین اور مالکیہ طبقات علماے مالکیہ مین شمار کرتے ہین اور محدثین اپنے گروہ مین شمار کرتے ہین۔ ان کی تمام عمر سفر مین گذری۔ کبھی حج مین کبھی جہاد مین کبھی تجارت مین اور تمام ممالک اسلامیہ مین گھومے امام مالک اور سفیان ثوری اور سفیان بن عینیہ اور ہشام بن عروہ و عاصم احول سلیمان تیمی اور حمید طویل اور خالد خدا اور دیگر علماے کبار تابعین اور تبع تابعین سے اخذ حدیث فرمایا اور بڑے بڑے اکابر محدثین ان سے فیضیاب مثل عبدالرحمن بن اسدی اور یحیی بن معین ہوئے اور ابوبکر اور عثمان پسران ابی شیبہ اور امام احمد اور حسن بن عرفہ آپ کے شاگرد تھے۔ عبداللہ سے خود منقول ہے کہ مین نے چار ہزار اکابر علما اور فقہا سے اخذ علم کیا لیکن مین کسی سے روایت نہین کرتا مگر صرف ہزار شیوخ محدثین سے عجیب یہ ہے کہ سفیان ثوری اجلہ شیوخ اُستادون مین ہین لیکن عبداللہ ابن مبارک سے خود اخذ حدیث کیا اور سفیان ثوری باوجود اس علم و کمال کے جس سے بڑے بڑے کاملین کو حیرت ہوتی ہے مگر ہمیشہ یہی فرماتے کہ مجھ کو اس امر کی آرزو رہی اور بہت کوشش کی کہ مین روز و شب تمام سال مین ابن مبارک کی طرح بسر کرون مگر نہ ہو سکا۔ حسن بن شفیق کہتے ہین کہ ایک روز نماز عشا پڑھ کے ابن مبارک کے ہمراہ مسجد سے آیا اور ارادہ تھا کہ گھر جاؤن اور جاڑون کی رات تھی جب مسجد کے دروازے تک ہم پہونچے تو ایک حدیث کا ذکر آیا ابن مبارک نے اُس کے جواب مین تقریر کرنی شروع کی اور مین اسی جگہ کھڑا ہو گیا اُس وقت ہم چونکے جب موذن نے صبح کی اذان دی۔ ایک مرتبہ اپنے وطن مرو سے شام کو اس غرض سے گئے کہ ایک قلم کسی کا عاریت لیا تھا وہ بھولے سے ان کے اسباب کے ہمراہ چلا آیا اور فرماتے تھے کہ ایک درہم مشتبہ کا رد کرنا بہتر اُس سے ہے کہ مین ایک لاکھ درہم خدا کی راہ مین صدقہ کرون۔

29189
LIBRARY

یہ امر ان کی عادت میں داخل تھا کہ جب کبھی حج کو جاتے تو ایک جماعت کثیر ہمراہ رکاب ہوتی اور جو جو اپنا زاد راہ ان کے پاس جمع کرتا اُس کو جمع کر لیتے اور ہر ایک کا نام ایک فہرست پر مع تعداد نقد لکھ لیتے اور جب حج سے واپس آتے تو ہر شخص کا روپیہ دے دیتے لوگوں نے پوچھا جب کہ آپ اپنے پاس سے سب کا بار اُٹھاتے ہیں تو پہلے آپ لوگوں کا روپیہ کیوں جمع کر لیتے ہیں فرمایا کہ اگر میں اول مرتبہ ایسا کروں تو یہ میرے ساتھ جانے سے انکار کریں اور اس سعادت سے محروم رہیں اور اس خیال سے کہ وہ اپنا روپیہ اُٹھاتے ہیں اور کسی پر اپنا بار نہیں سمجھتے ہیں بس میرے ہمراہ جاتے ہیں اور میں اُن کے طفیل میں ایک رقم کثیر شد صرف کرتا ہوں۔ اور اگر میں واپس کروں تو اس عمدہ چیز سے محروم رہیں اور تحفے اور ہدیے عرب سے جو اپنے دوستوں کے لیئے لاتے ہیں اور اُس میں بھی ایک رقم کثیر صرف ہوتی ہے اور یہ تمام مصارف تجارت کے ذریعے سے ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ ان کے باپ نے پچاس ہزار درم تجارت کے واسطے دیئے کہ تم اس سے کاروبار تجارت کرو آپ نے وہ تمام روپیہ تحصیل علم میں صرف کر ڈالا جب وطن کو واپس آئے تو باپ نے پوچھا کہ کیا مال لائے اور کس قدر نفع حاصل ہوا۔ آپ نے وہ سب حدیث کی کتابیں جو جمع کی تھیں پیش کیں کہ یہ عین تجارت ہے اور نفع دارین حاصل کیا ہے۔ ان کے باپ اس امر سے نہایت خوش ہوئے اور گھر سے جا کر چھ ہزار دینار اور پیش کیے اور کہا لو بیٹا اس کو بھی اسی تجارت میں لگا دو۔ تاکہ تمہاری اس تجارت میں کوئی خامی نہ رہ جاوے

روایت ہے کہ ایک روز چند اکابر بزرگوں کا ایک مجمع تھا اور ابن مبارک کی نسبت بحث ہو رہی تھی اور مقابلہ کیا جاتا تھا کہ اوصاف ذیل میں کس کا مرتبہ بلند ہے آخر یہی فیصلہ کیا گیا کہ علم فقہ و ادب و لغت و زہد و شعر و فصاحت و حدیث و شب بیداری و تہجد گزاری و عبادت و حج و جہاد و رکوب و سلاحداری و ترک مالایعنی و حسن صحبت یاران اور اُن سے کسی قسم کا مناقشہ نہ ہونا اور دیگر صفات حسنہ میں سرآمد روزگار زمان ابن مبارک ہیں اور ہر ایک صفت میں ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا قتیبہ بن سعید بلخی کہتے ہیں "خیر اہل زمانا ابن المبارک ثم احمد بن حنبل" یعنی میرے زمانے میں سب سے بہتر ابن مبارک ہیں اُس کے بعد احمد بن حنبل کا مرتبہ ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ابن مبارک کی ایسی وقعت اور محبت اور عقیدت پیدا ہو گئی تھی کہ بڑے بڑے بزرگان زمانہ اُن کی خدمت کو فخر سمجھتے تھے اور اُن کا تقرب حاصل کرنا فخر عظیم جانتے تھے۔ ذہبی جو مشاہیر مشائخ حدیث سے ہے اور اکابر محدثین میں شمار کیا جاتا ہے اُس کو اس امر کا بڑا فخر تھا کہ اجازت حدیث میں ابن مبارک سے چھ واسطوں سے سند حاصل ہے وہ کہتا تھا کہ میرے لیئے یہ ایک اعلی درجہ کی سند ہے اور کہتا تھا و اشہد انی لا حبہ فیہ و ارجو الخیر بحبہ لما منحہ من التقوی والعبادۃ والاخلاص والجہاد وسعۃ العلم والانفاق والمواساۃ والفتوۃ والصفات حمیدۃ

جب ابن مبارک شہر رقہ میں داخل ہوئے ہارون رشید خلیفہ عباسی بھی اُس زمانہ میں وہیں تھا۔ ابن مبارک کی آمد سے تمام شہر میں ایک غوغا ہو گیا اور چاروں طرف سے لوگ اُس کے استقبال کے لیے دوڑے خلیفہ ہارون کی ایک خاتون خاص بام قصر سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اور یہ اس قدر غوغا کیوں ہے لوگوں نے عرض کی کہ ایک عالم خراسان سے آیا ہے اُس کے استقبال کو لوگ دوڑے جاتے ہیں اور اُس کا نام عبداللہ بن مبارک ہے اُس نے کہا درحقیقت بادشاہی اسی کو ہے۔ ہارون رشید کیا حکومت کرتا ہے جب تک خوف تازیانے اور کوڑے کا نہ ہو لوگ جمع نہیں ہوتے ہیں۔ اس حکایت کو ابن خلکان نے کتاب النصوص علی مراتب اہل الخصوص کے حوالے سے بروایت اشعث بن شعبہ مصیصی کے ذکر کیا ہے فضیل عیاض اُن کی شان میں کہتا ہے رب ہذا البیت ما رات عینای مثلہ۔

ایک روز کچھ لوگ علم حدیث کی تحصیل کے لئے ابن مبارک کی خدمت میں آئے اور کہا "یا عالم المشارق حدثنا" سفیان ثوری اُس وقت ابن مبارک کے پاس بیٹھے تھے کہا ویحکم عالم المشرق والمغرب وما بینہما ان کنتم تعلمون

خطیب کہتا ہے کہ مجھ کو عجب ہے اس امر کا کہ ابن مبارک سے صرف دو ہی شخص حدیث کی روایت کرتے ہیں ایک معمر بن راشد اور دوسرے حسین بن داؤد اور ان دونوں کی وفات میں ایک سو تیس برس کا فاصلہ ہے ابو علی الغسلانی سے روایت ہے کہ ابن مبارک سے کسی نے پوچھا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور عمر بن عبد العزیز میں کون سا شخص افضل ہے کہا جو گرد و غبار حضرت رسول مقبول کی ہمراہی میں معاویہ کی ناک پر پڑا ہزار بار بہتر عمر ابن عبد العزیز سے ہے معاویہ نے حضرت رسول مقبول کے پیچھے نماز پڑھی اور جب حضرت نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا معاویہ نے ربنا لک الحمد کہا۔ پس اس سے زیادہ فضیلت کیا ہو سکتی ہے اور ابن مبارک کے کلام سے ہے تعلمنا العلم للدنیا فدلنا علی ترک الدنیا اور انھیں بزرگوار کا قول ہے کہ تحصیل میں پہلے مقدم یہ امر ہے کہ نیت صحیح ہو بعد اُس کے اُستاد کی زبان سے جو کچھ نکلے کمال توجہ سے اُس کو سُنے اور سمجھے اور بعد اُس کے اُس کو یاد کرے اور بعد فراغ تحصیل طالب علموں اور شاگردوں کو پڑھائے جو شخص ان شروط پنج گانہ سے ایک کو بھی فوت کرے گا اُس کا علم ناقص رہے گا اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے چار ہزار حدیثوں سے صرف چار باتیں منتخب کیں ایک یہ ہے کہ مال دنیا پر مغرور نہ ہونا چاہیئے اور فریب نہ کھانا چاہیئے۔ دوسری یہ ہے کہ جس چیز کے ہضم کی طاقت نہیں خواہ مقدار کے لحاظ سے یا کیفیت یا اثر کے لحاظ سے اُس کو نہ کھانا چاہیئے۔ تیسری اسی قدر پڑھنا چاہیئے جو نافع ہو۔ چوتھے عورت پر کسی چیز کا اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔

جب ابن مبارک کے انتقال کا زمانہ قریب پہونچا اور حالت احتضار پیدا ہو گئی تو اپنے غلام نصر سے فرمایا کہ مجھ کو فرش سے اُتار کر زمین میں لٹا دو۔ نصر (جو خود بھی اہل حدیث اور معتبر راویوں میں سے ہے) اس حالت بے کسی کو دیکھ کر رونے لگا۔ فرمایا روتے کیوں ہو کہا آپ کی وہ دولت و ثروت یاد آتی ہے اور اس عزت اور بے کسی کی حالت میں جان دینے سے جو مسافرت کی بدولت ہے نہایت افسوس ہوتا ہے اور یہ دل خراش حالت مجھ کو بیتاب کیئے دیتی ہے۔ فرمایا صبر و سکوت کرو میں ہمیشہ خدا سے یہ چاہتا تھا کہ زندگی میری دولتمندوں کی طرح بسر ہو اور میری موت خاک ساروں کی طرح ہو۔ آخر کار اسی مسافرت کی حالت میں جب کہ جہاد سے واپس تشریف لاتے تھے اثنا راہ میں قصبہ ہیت میں جو کہ حوالی موصل سے ہے کچھ بیمار ہو کر ماہ رمضان المبارک ۱۸۱ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

ان کی وفات کے بعد بزرگان صالحین نے خواب میں دیکھا کہ ابن المبارک فرماتے ہیں کہ میں فردوس اعلی میں پہونچ گیا۔ ابن خلکان نے ہیت کی تشریح اور تلفظ اس طرح بتایا ہے بکسر ہا و سکون یائے تحتانی بعد اُس کے تائے فوقانی۔ یہ ایک شہر ہے کنارہ فرات کے فوق انبار بغداد کی سرحد سے ملا ہوا ہے اور ہیت اور شام کے درمیان فرات فاصل ہے جیسا کہ بغداد اور انبار کے درمیان دجلہ فاصل ہے اور قبر ابن مبارک کی ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے

ابن خلکان کہتا ہے کہ میں نے ان کی احادیث دو جزو میں مرتب کیئے ہیں اور مورخین کی اصطلاح میں جزو سے مراد مجلد ہوا کرتی ہے پس دو جزو سے مراد دو مجلد ہے یعنی دو جلدوں میں مرتب کیا۔ بستان المحدثین میں قبل اس کے کہ ابن مبارک کی سوانح عمری لکھے بطور تمہید یہ لکھا ہے کہ ہر چند ابن مبارک اپنے مرتبہ اور شان کے لحاظ سے اعلی طبقے میں ہیں اور اُن کی مختصر تعریف سوائے اس کے نہیں ہو سکتی ہے کہ یہ کہا جائے کہ مثل امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے ہیں لیکن باوجود اس شان و عظمت کے اُن کا مذہب مطبوع نہیں ہوا اور اسی وجہ سے عام طور پر لوگوں کو اُن کے حالات سے اطلاع نہیں ہے۔

مجرب آزمودہ و شرطیہ دوائین

جو شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی صاحب اڈیٹر رسالہ حافظ لاہور صحت سے شرطاً تا حصول صحت بادائے قیمت نقد مل سکتی ہین مفصل فہرست ادویہ و سرٹیفکیٹ ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر روانہ ہوگی۔

طلا۔ جو بچپن کے نقص اور رگ و پٹھے کے بگاڑ کو درست کرتا ہے۔ فی تولہ ... صہ/

شربت۔ دافع نامردی رقت جریان۔ ضعف اعضائے رئیسہ معدہ مثانہ۔ رعشہ ضعف جگر۔ لاغری جسم تاریکی چشم و درد کمر وغیرہ جو کثرت اور غم و خشات سے لاحق ہون۔ فی بوتل للعہ/

سوزاک و فرحد۔ ۲۸ گھنٹہ کے استعمال سے اثر کامل دیتا ہے۔ فی شیشی ۔ للعہ/

حب آتشک۔ بلا منھ آئے و قے و دست کے مرض دور ہو اور پھر عود نہ کرے۔ دو ہفتہ للعہ/

ہیر آئیل خوشبودار تیل۔ بال سیاہ و سفید نہ ہون درد سر نزلہ زکام ضعف دماغ چشم وغیرہ کو فائدہ بخشے۔ للعہ/

کحل الجواہر۔ سرمہ مقوی بصر دافع غبار جالا پھلی خارش ڈھلکا وغیرہ۔ ۲ ماشہ سے/

ریڈن پوڈر۔ یہ منجن دانت کا ہلنا کیڑا میل بدبو سوڑھون سے خون آنا وغیرہ کو روکتا ہے فی تولہ صہ/

حب ذیابیطس۔ بار بار پیشاب کا اور پیاس دور کرتا ہے جسم کو طاقت دیتا ہے لاغری ضعف دور کرتا ہے عہ/

قائم مقام افیون و چانڈو۔ اس کے استعمال سے بلا ضرر نشہ چھوٹ جاوے رطوبات فاسدہ جذب ہون فی تولہ صہ/

حب بواسیر۔ خونی بادی مسون کی ٹیس قبض فراقر وغیرہ دور ہو ۳ ہفتہ عہ/

روغن اعجاز۔ سوراخ ملنکدر ناسور خنازیر زخم کہنہ

کیڑے و درد بدبو۔ ایام حمل مین چیچک کالی کھانسی متعدی بخار درد دور ہو جاوے۔ عہ/

خضاب زینت شباب چند منٹ مین اپنا رنگ ڈھنگ دکھاوے آثار پیری مفقود علامات جوانی مشہود ہون سے/

رسالہ دافع آتشک و سوزاک عہ/

رسالہ بواسیر ۹/ **المحذرات من المسکرات** ۹/

رسالہ قیافہ ۹/ **رسالہ حافظ صحت** جو ہر مہینے مین دو بار شائع ہوتا ہے۔ چندہ سالانہ عہ ۱۲/

سرور گزٹ

ہفتہ وار بارہ صفحہ کا اخبار ہر جمعہ کو شائع ہوتا ہے۔ اور معاونین و ناظرین اخبار کو ہر سال ایک ضخیم و مفید کتاب تحفہ دینے کا دستور ہے۔ چندہ جو ہر حال مین پیشگی آنا چاہیے حسب ذیل مقرر ہے۔

خاص معاونین سے بیس اور دس روپیہ سالانہ بلحاظ مراتب

عام شائقین سے چھ روپیہ سالانہ اور تین روپیہ ششماہی۔

طلبہ سے جو اپنی مفلسی ثابت کریں تین روپیہ سالانہ مکیشت

نمونتہً ایک کاپی مفت۔ زیادہ کے لیے **فی کاپی** ۲/

اشتہارات جو دو ایک دفعہ شائع فی سطر کالم ۲/ اور تجارتی اشتہارات کے لیے جو زیادہ عرصہ تک شائع ہوتے رہیں خاص طور پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

المشتہر منیجر سرور گزٹ نابھ برنالہ

"تعلیم"

بچون کی تعلیم پر ایک نہایت مفید کتاب منشی سراج الدین احمد اڈیٹر سرور گزٹ نے لکھی ہے۔ کتاب عمدہ ولایتی سفید کاغذ پر خوب صورت چھاپی گئی ہے اور قیمت ایک روپیہ مقرر ہے۔ منیجر سرور گزٹ

بلالی پریس ساڈھورہ مین چھپوا کر منشی سراج الدین احمد پروپرائٹر نے نابھ سے شائع کیا